مغرب میں اسلاموفوبیا کے فروغ میں اشاعتی ذرائع ابلاغ کا کردار

The Role of Western Print Media in Promotion of Islamophobia

ڈاکٹر خدیجہ عزیز *

Abstract

Print media has been vital in shaping human behavior of entity according to the defined national needs and interests. The Western media in general and print media in particular has played a major role in promoting the political agenda of the West in the last few decades especially since 1980s in curtailing communism .

The 9/11 incident has redefined its goals and it is mainly focused on US led war on terror and presenting the Muslims as barbarous entity who have no respect for \"other\" cultural and political values. The present article is an attempt to highlight the negative role of the print media of the West to promote Islamophobia in every possible way and thus alienate not only Muslims of the world outside West but also those Muslims who are living there as born Muslims.

تعارف اسلاموفوبیا:

مغرب میں عام طور پر اسلام سے خوف اور مسلمانوں سے کراہت کے لئے اسلاموفوبیا کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔[1]

فوبیالفظ xenophobia سے ماخوذ ہے جو ایک قدیم اصطلاح neologism کی جدید شکل ہے اس کے عربی معنی الرّھاب یعنی ہر چیز سے خوف ہے۔ یہ ایک نفسیاتی مرض ہے۔ جس میں مریض ہر اجنبی چیز کو دیکھ کر ڈر اور خوف محسوس کرتا ہے۔ جس سے مختلف اطلاقات وجود میں آئی ہیں جیسے acrophobia یعنی ہر اونچی جگہ سے خوف زدہ ہونا۔ atarophobiaیعنی شوروشغب سے خوف زدہ ہونا۔ doxophobiaیعنی اظہار رائے سے خوف زدہ ہونا اور autophobia یعنی تنہائی سے خوف زدہ ہونا۔[2] لفظ فوبیا phobia کا استعمال تقریباً گزشتہ ۴۰، ۵۰ سال سے اسلام کے لئے بھی ہونے لگا ہے جس سے

*اسسٹنٹ پروفیسر شہید بینظیر بھٹو ومن یونیورسٹی، پشاور، خیبر پختونخواہ، پاکستان۔

مراد یہ لی جاتی ہے کہ اسلام ایک متعصب دین ہے جس کا رویہ غیر مسلموں کے ساتھ متشددانہ ہے۔ نیز یہ کہ مسلمان ہر اس چیز کو رد کر دیتے ہیں، جو اسلام کے خلاف ہو جیسے مساوات(Equality)، متحمل مزاجی (Tolerance) حقوقِ بشر (Human Rights) اور جمہوریت(Democracy) کے مغربی نظریات[3]۔ لیکن اس لفظ کا عام استعمال امریکہ میں ۱۱ ستمبر 2001ء کے حادثات کے بعد ہونے لگا ہے.[4]
اسلاموفوبیا سے مراد اسلام کیلئے وہ منفی تاثرات ہیں جن کا اظہار اہل مغرب کے ادب اور ذرائع ابلاغ میں کیا جاتا ہے۔[5] مثلاً متعدد کتب اور ابلاغی مواد میں قرآن پاک کا ہتک آمیز الفاظ کے ساتھ ذکر ہوتا ہے۔ گوانتاناموبے اور ابوغریب جیل میں قرآن پاک کے ساتھ توہین آمیز سلوک کو اس کا عملی مظاہرہ قرار دیا جاسکتاہے۔ اس قسم کے خیالات کا اظہار پیغمبرِ اسلام محمد ﷺ کے بارے میں بھی کیا جاتا ہے۔ مثلاً ڈنمارک کے کچھ اخبارات خصوصاً جیلنڈ رپوسٹن میں رسول اللہ ﷺ کے توہین آمیز خاکوں(Caricature) کی اشاعت اور مسلمانوں کے ساتھ بھی اس قسم کے سلوک کی مثالیں موجود ہیں۔[6] مثلاً جرمنی میں مروہ شربینی کو نقاب پہننے کی وجہ سے عدالت کے اندر قتل کرنا[7]

اسلام سے خوف(اسلاموفوبیا) نے مغربی دنیا میں نائن الیون کے بعد ایک خطرناک شکل اختیار کر لی ہے[8] اور اس کی وجہ مغربی دنیا میں رہنے والوں کے اپنے داخلی احساسات تک محدود نہیں بلکہ اس میں جو عوامل(agents) کارفرما ہیں اُن پر بات کی جاتی ہے۔

اس سلسلے میں مغربی ذرائع ابلاغ نے ایک منظم اور مؤثر کردار ادا کیا، جس نے مغربی معاشرے میں اسلام کی انتہائی بھیانک اور وحشیانہ تصویر کشی کی۔ جن ذرائع نے اسلاموفوبیا کو پھیلانے میں اہم کردار ادا کیا ان میں پرنٹ میڈیا(اشاعتی ذرائع ابلاغ) سرفہرست ہے۔

پرنٹ میڈیا(اشاعتی ذرائع ابلاغ) میں سب سے پہلے ہم مغربی اخبارات کی بات کرتے ہیں۔ نائن الیون کے بعد آئے روز مغربی اخبارات میں ایسی خبریں اور رپورٹیں شائع ہوتی رہتی ہیں جن میں بلا تفریق ہر خطے اور ہر ملک کے مسلمانوں کو مغربی دنیا کا دشمن اور جہاد کے جذبے سے سرشار ظاہر کیا جاتا ہے۔ افغانستان ہو یا فلسطین، یا پھر وسط لندن کی مسلمان برادری، ہر جگہ اُن کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں برطانیہ کے دو ممتاز اور مؤثر اخبارات "ڈیلی میل"[9] اور "ڈیلی ایکسپریس"[10] کا کردار زیادہ وسیع ہے۔ یہ دونوں اخبارات برطانوی قوت مقتدرہ کے بہت قریب سمجھے جاتے ہیں۔ برطانیہ بالخصوص لندن میں یہ دونوں اخبارات اسلاموفوبیا کے فروغ و تشہیر میں پیش پیش ہیں۔ اُن کی شہ سرخیاں افغانستان، فلسطین اور پاکستان کی ایسی خبروں پر مشتمل ہوتی ہیں جو مسلمانوں کے امریکہ مخالف جذبات پر مبنی ہوتی ہیں۔ ان

خبروں میں مشتعل نوجوانوں کو بندوق لہراتے، امریکی مخالف نعرے لگاتے ہوئے پیش کیا جاتا ہے اور پاکستان کے مختلف شہروں کی گلیوں کی ایسی منظر کشی کی جاتی ہے کہ وہاں چھوٹے چھوٹے بچے ہاتھوں میں اُسامہ بن لادن کی بڑی بڑی تصاویر اُٹھائے اور پلے کارڈ لیے امریکہ اور مغربی دنیا کے خلاف سراپا احتجاج ہوتے ہیں، اُن پلے کارڈوں پر جہادی نعرے درج ہیں، وہ "اللہ اکبر" کے نعرے لگاتے رہتے ہیں اور مظاہروں میں نمایاں نظر آتے ہیں۔[11] یہ سب کچھ کہنے کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ میڈیا بالخصوص اخبارات اسلاموفوبیا کی تشہیر کر رہے ہیں اور اسلاموفوبیا اُن ہی کی وجہ سے پروان چڑھ رہا ہے، لیکن یہ بات کسی شک یا تردد سے بالکل بالاتر ہے کہ اس سلسلے میں میڈیا اپنا کردار ادا کر رہا ہے، بالخصوص اخبارات ایسی خبروں کی شہ سرخیوں کو نمایاں طور پر شائع کرتے ہیں، جس سے اسلاموفوبیا کو تقویت ملتی ہے۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ بعض اخبارات و جرائد ذمہ داری کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ وہ ایسی خبروں کی اشاعت سے گریز کرتے ہیں، اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جارحانہ تشہیر سے احتراز کرتے ہیں، لیکن آج کل اخبارات و جرائد ایسے ذرائع ہیں جو اسلاموفوبیا جیسے نظریات کی اشاعت کے لیے انتہائی آسان آلات ہیں۔ ان اخبارات و جرائد کا ایسی خبروں کو شہ سرخی کے طور پر شائع کرنا نہ صرف غیر ذمہ داری کا مظاہرہ ہے بلکہ اُن کا رویہ تعصب اور نفرت پر مبنی ہے۔ وہ بین المذاہب ہم آہنگی کے خلاف نفرت انگیز رویے کو فروغ دے رہے ہیں اور لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف اُکسا رہے ہیں۔ وہ اسلام کو ایک متعصب اور یک رُخی مذہب کے طور پر پیش کرتے ہیں جس میں اندرونی اختلافِ رائے کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور نہ ہی اس میں دوسروں کے لیے برداشت کا کوئی عنصر موجود ہے۔ اگر یہ اخبارات اسی انداز میں خبروں کو شہ سرخیوں کے ساتھ شائع کرتے رہے تو یہ تاثر بے جا نہ ہو گا کہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ناپسندیدگی کو فروغ دیا جا رہا ہے۔

یہ اخبارات ہائی جیکنگ کو اس طرح پیش کرتے ہیں کہ مسلمان مسافر ہوائی جہازوں کو ہائی جیک کرتے ہیں۔ پھر لامحالہ یہ یقین بن جاتا ہے کہ یہ مسلمان ہی ہیں جو یہ کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں یہ اخبارات برطانیہ یا مغرب سے باہر اور برطانیہ کے اندر مسلمانوں کے رویہ میں فرق کرنا بھی گوارا نہیں کرتے۔ یک طرفہ پروپیگنڈہ کی وجہ سے یہ ساری صورتحال پیدا ہوئی ہے۔ ان اخبارات میں مغربی کنارے میں فلسطینی مسلمانوں پر اسرائیلی گارڈز کا گولی چلانا اور اُن کا قتل عام کرنا بھی شائع کرنا چاہیے۔ اس طرح اسپین میں ہسپانوی کیتھولک، جو باسک ہسپانوی سیاحت کے کاروبار کو نشانہ بنا رہی ہے، کو بھی اُسی انداز میں شائع کریں جس انداز میں وہ افغانستان، اسلام آباد یا پھر لندن میں مسلمان مظاہرین کا امریکہ اور مغرب کے خلاف

مظاہروں کی خبریں شائع کرتے ہیں۔ اگر ایسا نہیں کیا گیا تو پھر مسلمان اور دوسرے لوگ ان اخبارات کے رویے پر شاکی نظر آتے رہیں گے۔[12]

مغربی دنیا میں اسلام کو جس نظر سے دیکھا جاتا ہے اور جس انداز سے اُس کو پیش کیا جاتا ہے، اس سلسلے میں ”رنی میڈ ٹرسٹ“[13] (Runnymede trust) کی 1997ء کی رپورٹ قابل ذکر ہے کہ ”مغرب میں اسلام ایک اجنبی چیز سمجھا جاتا ہے۔ پھر اگر ڈیلی میل میں یہ لکھا جاتا ہے کہ fanatic with death "wish" جنونی (مسلمان) موت چاہتے ہیں“ اور یہ کہ ” اگرچہ میں برطانیہ میں پیدا ہو چکا ہوں لیکن پہلے میں مسلمان ہوں“ جیسے شہ سرخیاں شائع کرے تو اس میں حیرانگی کی کوئی بات نہیں ہے۔ یہ اخبار تو محض ان عقائد کا ذکر کرتے ہیں جو اسلاموفوبیا کا گہرا سبب ہے۔

برطانوی اور مغربی اخبارات اس بات پر زور دیتے ہیں کہ مسلمان مغرب کا نہ صرف ثقافتی لحاظ سے دشمن ہیں بلکہ وہ اپنے مذہب کے لحاظ سے بھی مغرب کے دشمن ہیں۔ دراصل یہ مسئلہ مذہب کا نہیں ہے بلکہ یہ بنیادی طور پر معاشی مسئلہ ہے لیکن مغربی ذرائع ابلاغ اس کو مذہبی قرار دے رہے ہیں۔ مثلاً شمالی انگلینڈ میں جو فسادات ہوئے تھے، ان فسادات کی جڑ وہاں روزگار کے حصول اور افراط زر جیسے معاشی مسائل تھے۔ ان مسائل کا براہ راست برطانیہ کے مسلمانوں پر ایک گہرا اثر تھا۔ اس لیے جب فسادات شروع ہوئے تو قدرتی طور پر مسلمان متحد ہو گئے۔ اس صورتحال کو برطانوی اخبارات خصوصاً ”ڈیلی میل“ نے مذہبی رنگ دے دیا اور نہ صرف برطانیہ سے باہر مسلمانوں کو بلکہ برطانیہ میں رہنے والے اور برطانوی نژاد مسلمانوں کو برطانیہ دشمن قرار دیا۔[14]

مغربی اخبارات کا طریقہ یہ ہے کہ جب بھی کوئی مسلمان کسی ناپسندیدہ سرگرمیوں میں پکڑا جاتا ہے تو اُس کی گرفتاری کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں۔ بار بار اُس کے بارے میں خبریں شائع کرتے ہیں اور اگرچہ مسلمان معاشرے میں اُس کا کوئی مقام نہیں ہوتا لیکن یہ اخبارات ایسے شخص کو مسلمان معاشرے کا نمائندہ بنا دیتے ہیں۔ اس سلسلے میں ابو حمزہ کی مثال پیش کی جاتی ہے۔ جب اس کو دہشت گردی کے الزامات میں گرفتار کیا گیا تو اُس کے بارے میں پانچ روز تک خبریں شائع ہوتی رہیں۔ ابو حمزہ کے متعلق من گھڑت کہانی بنائی گئی۔ اس خبر کو جس انداز میں پیش کیا گیا، وہ قارئین جو مسلمان معاشرہ کے اقدار سے واقف نہیں تھے، انھوں نے سمجھنا شروع کیا کہ واقعی ابو حمزہ مسلمانوں کا نمائندہ ہے اور وہ مسلم اہداف کیلئے لڑ رہا ہے۔ اُس کو ایک ایسا کردار (Character) بنایا گیا ہے جو مغربی دنیا کو نفرت سے دیکھتا ہے، اُس کے سینے میں آگ

کی چنگاری ہے جو اس کو ایک بربریت پسند بناتا ہے۔ مغربی پریس نے اُس کے معاملے کو ایسا اُچھالا کہ اسلاموفوبیا کی لہر یکدم بہت بلند ہو گئی۔[15]

یہ تو تصویر کا ایک رُخ ہے جو ان لوگوں کا ہے جو دہشت گردی یا دوسرے ایسے کاموں میں ملوث ہوتے ہیں تو مغربی ذرائع ابلاغ اُس کو خوب اُچھال کر پیش کرتے ہیں لیکن وہ مسلمان جو دہشت گردی کے خلاف ہوں، دہشت گردی کی مذمت کرتے ہوں اور خود بھی دہشت گردی کا شکار ہو چکے ہوں، پس منظر میں چلے جاتے ہیں۔ مغربی میڈیا خاص طور پر اخبارات اُن کا ذکر تک نہیں کرتے۔ اس لیے وہ مغربی معاشروں میں غیر معروف ہوتے جاتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک مٹھی بھر مسلمان خود ہی اسلاموفوبیا کی بیماری میں مبتلا ہو جاتے ہیں[16]

مغربی میڈیا ایک خاص ایجنڈے پر عمل پیرا ہے جس میں انھیں ان لوگوں کی تلاش ہے جو اُن کے ایجنڈے کی تکمیل کے لئے کام آسکیں اور وہ قصداً مسلمانوں کو ایک منفی انداز میں پیش کرتے ہوں ان میں وہ مسلمان بھی شامل ہیں جو برطانیہ آتے ہیں اور یہاں پناہ حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر وہ برطانیہ میں پناہ حاصل کرنے کے لئے قانونی حدود سے تجاوز کرتے ہیں تو یہ اخبارات بڑی ہوشیاری سے کچھ دوسرے معاملات کو ملا کر مغربی معاشرہ کے لئے خطرہ کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ اگرچہ ایسا کرنا اُن کی اشاعت کو وقتی طور پر مقبول بناتا ہے لیکن اس سے مسلمانوں اور اسلام کے بارے میں ایک بہت منفی تأثر بنتا ہے۔

اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مغربی اخبارات کا پروپیگنڈہ آدابِ صحافت اور معاشرتی ہم آہنگی کے لئے مضر ہے۔ مغربی اخبارات میں اسلام اور مسلمانوں کے توہین آمیز کارٹون شائع کیے جاتے ہیں۔ یہ سب کچھ آزادی صحافت اور آزادی اظہار کی آڑ میں کیا جاتا ہے۔ ڈیلی میل نے گزشتہ مہینوں میں ایک کارٹون شائع کیا، جس میں عام مسلمان دکھائے گئے ہیں۔ اُن کے ہاتھوں میں پلے کارڈز ہیں جن پر ''امریکہ مردہ باد'' اور ''برطانیہ مردہ باد'' کے نعرے درج ہیں۔ جبکہ نیچے لکھا گیا ہے Parasites یعنی طفیلئے۔[17]

ایسے کارٹون وہ نہ صرف ان لوگوں کے بارے میں شائع کرتے ہیں جو مغربی دشمن اور امریکہ دشمن سرگرمیوں میں ملوث ہیں بلکہ وہ تمام مسلمانوں کو امریکہ دشمن، برطانیہ دشمن اور مغرب دشمن کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ بہت سے لوگوں کی نظر میں ایسے رویے کے جو نتائج نکلتے ہیں وہ مغرب اور مغربی معاشرے کے لئے کچھ اچھے نہیں ہوتے۔ اسلاموفوبیا نے مغربی دنیا کو ایک نڈھال اور کمزور حیثیت میں پیش کیا ہے۔ جو اخبارات مسلمانوں کو دہشت گرد، تہذیب دشمن اور مغرب دشمن قرار دے رہے ہیں۔ وہ

اس سلسلے میں انصاف سے کام نہیں لیں رہے۔[18] یہی کچھ بیسویں صدی کے ابتدائی عشروں میں جرمنی میں ہٹلر اور اُس کی پارٹی نے کیا تھا۔ یہودیوں کے خلاف پروپیگنڈہ میں انتہائی مبالغہ آرائی سے کام لیا گیا۔ یہودیوں کو انسانیت کے دائرے سے خارج کیا گیا۔ نتائج خود دیکھ لیں۔ جرمنی نے دنیا کو جنگ عظیم میں جھونک دیا۔ دنیا تباہی کے دہانے پر پہنچ گئی، جرمنی ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ اس میں جنگی حصے بخرے کیے گئے اور انسانیت تاریخ کی بدترین تباہی سے دوچار ہو گئی۔[19]

چونکہ ہٹلر نے یہودیوں کو جرمن قوم اور جرمن تہذیب کا دشمن قرار دیا تھا اس لیے جرمن معاشرہ بذات خود اس دباؤ کے نتیجے میں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گیا۔ ایک ترقی پسند اور ترقی یافتہ جرمنی کو آگ کے شعلوں میں جھونک دیا گیا۔ یہ سب کچھ پروپیگنڈہ کی وجہ سے ہوا۔ مگر یاد رہے کہ میڈیا رپورٹنگ حقیقت کی سو فیصد عکاسی نہیں کرتی۔ اس میں حقیقت اور فسانہ ایک دوسرے میں مدغم ہوتے ہیں۔ اس کے متعلق Christopher Allen نے اپنے ایک مضمون میں ایک مشہور فرانسیسی ماہر سماجیات جین باڈریلارڈ (Jean Baudrilled) کا یہ بیان دیا ہے:

> "Media news is a hyper realistic construct, where the real and imaginary continually collapse into each other."[20]

> ''ذرائع ابلاغ عقائد کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں حتی کہ حقیقت اور افسانوں میں فرق نہیں رکھتا''

نائن الیون کا واقعہ اور پھر برطانیہ میں وقتاً فوقتاً جو واقعات ہو چکے ہیں، مغربی ذرائع ابلاغ نے ان پر روشنی ڈالنے کے لیے مختلف افراد اور اداروں سے رائے لی ہے۔ لیکن اس سارے منظرنامے میں ان مسلمان دانشوروں اور عام مسلمانوں کو نظر انداز کیا گیا ہے، جنہوں نے ان واقعات کی مذمت کی۔ بہت کم ایسی مذمتیں شائع ہوئی ہیں جو مسلمان دانشوروں کی اپنی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔

جنرل مشرف کو پاکستان میں مغرب نواز اور امریکہ نواز سمجھا جاتا تھا۔ جس کے متعلق پاکستان میں یہ بات ہر شخص کی زبان پر تھی کہ اُس نے ایک ہی ٹیلیفون پر افغان پالیسی پر مؤقف تبدیل کیا اور امریکہ اور مغرب کا ساتھ دیا، لیکن فنانشل ٹائمز میں اُس کی تصویر کے ساتھ اس صفحے کے تقریباً 40 فیصد حصے پر ایک افغان خاتون کی تصویر شائع کی گئی تھی جس کے ایک ہاتھ میں بندوق اور دوسرے میں قرآن پاک تھا۔ تاثر یہ دینا تھا کہ اصل میں مشرف افغان جہادی تنظیموں اور القاعدہ کا پکا اتحادی ہے۔[21]

کتابیں بھی اس سلسلے میں کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔ مغربی دنیا میں ایسے دانشوروں اور ادیبوں کی کوئی کمی نہیں ہے جو اپنی کتابوں میں اسلامو فوبیا کی تشہیر کرتے ہیں۔ ان میں ہنٹگٹن نے Clash of civilization میں اسلام کو کمیونزم کے خاتمے کے بعد مغربی تہذیب کا سب سے بڑا دشمن قرار دیا ہے۔ اسلاموفوبیا پر بہت سے مغربی مفکرین نے کتابیں لکھی ہیں۔ اس سلسلے میں جیمز بگنل James Bignelf اپنی کتاب Media Semiotics میں لکھتے ہیں کہ وہ قاری جو اخباری رپورٹس کو پڑھتے ہیں، اُن رپورٹس کو مبنی بر حقائق اور مصدقہ سمجھتے ہیں۔ وہ ان رپورٹس کے تنوع پر سوچتے ہی نہیں۔[22]

حتیٰ کہ مغربی ادیبوں نے بچوں کے لیے جو ادب تحریر کیا ہے اس میں بھی مسلمانوں کو ہدف بنایا ہے۔

"Christopher Coker has published a book for children in which has a chapter, Islamic terrorism." [23]

ایسے بے شمار کتابیں، کتابچے، ویب سائٹس، تصاویر اور مغربی عوام کے ذاتی پبلیکیشرز ادارے ہیں جو اسلاموفوبیا پھیلانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

ذیل میں چند ایک کتب کے نام دیئے جارہے، جو اسلاموفوبیا پھیلانے کے سبب بنے ہیں۔

1. Mervin hiskett “Some to Mecca turn to pray”
2. Hall Lindsey “The final battle”
3. Robert mory “Islamic invasion”
4. Johan laffin “the dagger of islam”
5. William M.Miller “A Christian response to islam”
6. Robert M.Mory “ An Analysis of Hdith”

حواشی وحوالہ جات

[1] Teaching the Global Dimension\" David Hick, Cathie Holden (2007). P.140; Sandra Fredman, Discrimination and Human Rights, Oxford University Press, p.121

[2] Yvonne Yazbeck Haddad, Muslims in the West: From Sojourners to Citizens, Oxford University Press, p.19

[3] Report, Islamophobia: A Challenge for Us All, Runnymede Trust, 1997, p. 1, cited in Quraishi, Muzammil. Muslims and Crime: A Comparative Study, Ashgate Publishing Ltd., 2005, p. 60.

[4] Roald, Anne Sophie (2004). New Muslims in the European Context: The Experience of Scandinavian Converts. Brill, p. 53.

[5] Runnymede 1997, p. 5, cited in Quraishi 2005, p. 60. 5. Casciani, Dominic. \"Islamophobia pervades UK 150 report\", BBC News, June 2, 2004.Rima Berns McGowan writes in Muslims in the Diaspora (University of Toronto Press, 1991, p. 268) that the term \"Islamophobia\" was first used in an unnamed American periodical in 1991.

[6] Steven Vertovec, \"Islamophobia and Muslim Recognition in Britain\"; in Haddad (2002) pp. 32

[7]For Details see: http://www.brusselsjournal.com/node/328

[8] For Details see: http://en.wikipedia.org/wiki/Islamophobia

[9] For details see: www.dailymail.com

[10] For details see: www.dailyexpress.com

[11] Christopher Allen, \"Islamophobia in the Media since Sep 11 (London:University of Winstminister, 2002), P 3

[12] Christopher Allen, \"Islamophobia in the Media since Sep 11, P 3

[13] The Runnymede Trust is a leading think tank founded in 1968 by Jim Rose and Anthony Lester.

[14] Christopher Allen, \"Islamophobia in the Media since Sep 11\", P 4.

[15] For Details see: http://en.wikipedia.org/wiki/Abu_Hamza_al_masri

[16] 1st OIC Observatory Report on Islamophobia(May 2007- March 2008)

[17]http://www.google.com.pk/search?q=islamophobia+in+daily+mail+parasites&hl=en&prmd=imvns&source=inms&tbm=isch&sa=isch&sa=X&ei=GI4eUPWjJ4S0iQeZ24C4Dw&ved=0CDsQ_AUoAQ&biw=1024&biw=1024&bih=464

[18] Christopher Allen, \"Islamophobia in the Media since September 11\", P 6

[19] For Details see: http://en.wikipedia.org/wiki/Adolf_Hitler

[20] Christopher Allen, \"Islamophobia in the Media since September 11\", P 6

[21] Christopher Allen, \"Islamophobia in the Media since September 11\", P 7

[22] Christopher Allen, \"Islamophobia in the Media since September 11\", P 4

[23] Mir Amir Ali, \"Islam in America:The rough road ahead, A Survey of Anti Islam\", at www. ilaam.net/Pdf/21.6.2010